# منا ڈے

وجے بھٹ اور میوزک ڈائریکٹر شنکر ویاس ایک فلم بنا رہے تھے۔ 1943 کا زمانہ تھا۔ شنکر میوزک ڈائریکٹر تھے اور وجے بھٹ پروڈیوسر۔ فلم کا نام رام راجیا تھا۔ دونوں مل کر اس زمانے کے مشہور گائیک ''کے سی ڈے'' کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ اس فلم کے لیے گانے گائیں۔ کے سی ڈے کا طوطی بولتا تھا، کمال کے سنگر تھے۔ نابینا تو تھے مگر خدا نے ان کی آواز میں اتنا سوز بھر دیا تھا کہ ان کے گائے ہوئے گیت امر ہو جاتے تھے۔ کے سی ڈے ایک درویش صفت آدمی تھے، انھوں نے انکار کر دیا۔ اس کی وجہ بڑی دلچسپ ہے۔ اس وقت تک گانوں کی عکس بندی' گائیک پر ہی ہوتی تھی۔ اکثر اوقات ہیرو پر پکچرائزشن کی اجازت نہیں تھی۔ کے سی ڈے نے اسی بنیاد پر انکار کیا کہ اپنی آواز کو کسی اور اداکار کے لیے استعمال نہیں کر سکتا۔ کمرے میں 23 سال کا نوجوان کونے میں بیٹھا ہوا تھا۔ کے سی ڈے نے کہا کہ اس نوجوان سے گانے گوا لیجیے۔ اس کے لیے یہ ایک بہت بڑی خوش قسمتی تھی۔ فوراً مان گیا۔ وہ برصغیر کا مشہور ترین گائیک منا ڈے تھا۔

ہوسکتا ہے کہ منا ڈے کا نام بہت سے لوگوں کے لیے نامانوس ہو۔ خصوصاً نوجوان نسل میں سے اکثریت ناواقف ہوں۔ مگر یہ عظیم گلوکار پانچ دہائیوں تک برصغیر کی موسیقی پر راج کرتا رہا۔ قراقلی ٹوپی اور سادہ لباس میں ملبوس' موٹے چشمے کے ساتھ گائیک کم اور پروفیسر زیادہ لگتا تھا۔ اس کی لازوال آواز روح کی تاروں کو مضطرب کر ڈالتی تھی۔ آج بھی یہی حال ہے۔ پرابود چندرا ڈے یکم مئی 1919 کو کلکتہ میں پیدا ہوا۔ اس کا اصل نام مجھے بھی نہیں معلوم تھا۔ بعد میں منا ڈے کے نام سے دنیا کے سامنے نمودار ہوا۔ اسکاٹش چرچ اسکول اور اسکاٹش چرچ کالج سے تعلیم حاصل کی۔ نوجوانی میں باکسر بننا چاہتا تھا۔ اسی اثناء میں میلان موسیقی کی طرف ہو گیا۔ اپنے ماموں کرشنا چندرا ڈے کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا۔ استاد دبیر خان سے راگ' راگنیاں سیکھنی شروع کر دیں۔ 1942 میں ماموں کے ساتھ ممبئی آ گیا اور انھی کا معاون بھرتی ہوا۔ اسی سال منا ڈے نے' ثریا کے ساتھ فلم تمنا کا گانا گایا جو اسے شہرت کی بلندیوں پر لے گیا۔ منا ڈے ایک ایسا ہموار بلکہ لاجواب گائیک تھا جس نے بمبئی کی فلم انڈسٹری کے تمام گائیکوں' موسیقاروں کے ساتھ کام کیا۔ یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ اس نے لتا منگیشکر کو آگے آنے کا موقع دیا۔ مگر یہ بالکل درست ہے کہ لتا کے منا ڈے کے ساتھ گانوں کا فائدہ لتا کو بہرحال زیادہ پہنچا۔ دلیل یہ کہ جب منا ڈے نے لتا کے ساتھ گانا شروع کیا تو وہ فلمی دنیا میں بہت مستحکم ہو چکا تھا۔ 1942 سے لے کر 1992 تک' فلمی موسیقی کی دنیا پر اس کی چھاپ رہی۔ ویسے تو اس کی آواز نے بہت سے اداکاروں کو تقویت بخشی۔ لیکن راجیش کھنہ کو فلموں میں بلندی کی سطح پر لے جانے میں منا ڈے کی مدھر آواز کا بہت حصہ ہے۔ راجیش کھنہ کوشش کرتا تھا کہ جس بھی فلم میں کام کرے' منا ڈے بطور گائیک ضرور موجود ہو۔

اپنے پورے کیریئر میں منا ڈے نے تین ہزار سنتالیس گانے ریکارڈ کرائے۔ مختلف زبانوں میں یکساں مہارت کے ساتھ گاتا تھا۔ اردو' بنگالی' بھوج پوری' پنجابی' گجراتی سمیت چودہ مختلف علاقائی زبانوں میں گانے ریکارڈ ہوئے۔ رفیع' مکیش' سندھیا موہر جی' طلعت محمود' یسوداس' مبارک بیگم' انور' پریتی ساگر اور متعدد گائیکوں کے ساتھ جوہر دکھاتا رہا۔ ایک سو دو موسیقاروں کے ساتھ کام کرنے والا واحد گائیک تھا جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ 1992 میں ہندی فلموں کی موسیقی سے دور ہو گیا۔ اگلے دس سال صرف اسٹیج پر آ کر آواز کا جادو جگاتا رہا۔ منا ڈے 2013 میں جہان فانی سے کوچ کر گیا۔ موسیقی کا کوئی ایسا ایوارڈ نہیں ہے جو اس نے حاصل نہ کیا ہو۔ اپنی زندگی میں بنگالی زبان میں خودنوشت بھی تحریر کی۔ جس کا نام ''جبونیر جلسا بورے'' تھا۔ 2005 میں اسے انگریزی میں ترجمہ کیا گیا۔ نسخے کا نام AlivecomeMemories رکھا گیا۔ کتاب کا مراٹھی اور ہندی دونوں میں ترجمہ بھی ہوا۔ 2008 میں منا ڈے کی زندگی پر ایک ڈاکومنٹری ترتیب دی گئی۔ جس کا نام جبونیر جلسا بورے رکھا گیا۔ 2016 میں اس کی تصویر پر مبنی ایک یادگاری ٹکٹ بھی جاری ہوا۔ منا ڈے کی شادی سروچنا کماری سے 1953 میں ہوئی اور اس کی دو بچیاں تھیں۔ عجیب بات ہے کہ دونوں بیٹیوں نے موسیقی پر بالکل توجہ نہیں دی۔ ایک بچی شورو ماہیری کر' امریکا میں سائنس دان بن گئی۔ دوسری بیٹی شومیتا دیو بنگلور کی ایک بہت بڑی کاروباری شخصیت کے روپ میں دنیا کے سامنے آئی۔ بیوی کی وفات کے بعد' بمبئی چھوڑ کر بنگلور منتقل ہو گیا تھا۔ پھر مرتے دم تک وہیں قیام پذیر رہا۔

مختصر تحریر میں منا ڈے کے کام پر نظر ڈالنا بہت مشکل ہے۔ مگر وہ واحد شخص تھا جو ہر طرح کے موسیقار کے ساتھ کام کرنے میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ سے مبرا تھا۔ منا ڈے بنیادی طور پر قدیم فلمی موسیقی کا آخری نمایندہ تھا۔ کم لوگ یہ جانتے ہیں کہ کشور کمار کی جادوئی آواز جب فلموں میں آئی تو بہت سے پرانے چراغ گل ہونے لگے۔ فقیدالمثال گائیک' محمد رفیع اکثر کہا کرتے تھے کہ اب ان کا مقابلہ ایک ایسے گلوکار یعنی کشور کمار سے ہے، جسے گانوں کی نزاکت کا بالکل علم نہیں۔ محمد رفیع کے فلمی زوال کا بہت بڑا عنصر کشور کمار کی نایاب اور جدید آواز تھی، جس کا آج بھی لوگ دم بھرتے ہیں۔ موسیقی ایک ایسا سمندر ہے جس میں برصغیر پاک و ہند میں کمال آوازیں ابھریں۔ آج تک کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو دعویٰ کر سکے کہ موسیقی کی تمام جزئیات کو سمجھتا ہے۔ پاکستان میں' طالب علم ان گنت صف اول کے موسیقاروں سے ملتا رہا ہے۔ اپنے اندر میوزک کا طلاطم برپا ہونے کے باوجود صرف ایک فقرہ کہتے تھے کہ ہم اس فن میں صرف اور صرف طالب علم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہی حال گلوکاروں کا ہے۔ مہدی حسن' غلام علی' نیئر نور' مہناز' ریشماں' ناہید اختر اور دیگر افراد نے کبھی اس علم پر دسترس کا دعویٰ نہیں کیا۔ بڑے غلام علی خان' امانت علی خان بھی ہمیشہ اپنی کم علمی کا اظہار کرتے رہے۔ یہی ان کا بڑا پن تھا۔

منا ڈے ایک عجیب سی شخصیت ہے جو تکبر سے تو خیر ہزاروں نوری سال دور تھی۔ مگر اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ گلوکاروں کا استاد تھا۔ ایک اور چیز عرض کرتا چلوں۔ موسیقی ایک ایسا علم ہے جو انسان کو مکمل طور پر عاجز بنا دیتا ہے۔ اس کی میں ختم کر ڈالتا ہے۔ انکساری کوٹ کوٹ کر بھر دیتا ہے۔ یہ تمام لوگ ذاتی زندگی میں ہر دم سادہ طبیعت کے مالک ہو جاتے ہیں۔ خواجہ خورشید انور جیسا لافانی موسیقار' عجز کا چلتا پھرتا نمونہ تھا۔ ایک اور نقطہ' پرانے لوگوں میں دولت کی ہوس بہت کم تھی۔ پیسے کے پیچھے نہیں بھاگتے تھے۔ دولت' ان کے فن کی وجہ سے' ان کے گھر کی باندی بن جاتی تھی۔ اس کے برعکس موجودہ زمانے میں' کسی بھی شعبے میں کامیاب لوگوں کی طرف دیکھیے۔ بہت کم انسان' اوج ثریا پر عاجز انداز کے نظر آئیں گے۔ بیکار سے سیاست دانوں سے لے کر فرسودہ سرکاری ملازمین تک اور دیگر شعبوں میں کامیاب لوگ اکثر خود نمائی' لالچ اور مصنوعی بڑے پن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ وقت ہے جس وقت قدرت انھیں زوال کی طرف دھکیل دیتی ہے۔ عملی زندگی میں انگنت لوگ دیکھے ہیں جو کامیابی کو سنبھال نہیں سکے۔ اپنے آپ کو مافوق الفطرت ہستی سمجھنے لگے۔ یہ تفریق ہندوستان اور پاکستان عجیب طریقے سے موجود ہے۔ ہمسایہ ملک میں اکثر کامیاب لوگ اب بھی سادہ سے ہیں۔ رہن سہن' کپڑے اور طرز زندگی بہت زیادہ صوفی منش نظر آتا ہے۔ بلکہ بہتر جملہ تو یہ ہے کہ تصنع سے بہت دور نکل جاتے ہیں۔ مگر انسانی زندگی اور وقت بہت ظالم چیز ہے۔ جیسے جیسے انٹرٹینمنٹ انڈسٹری میں پیسے کا عمل دخل بڑھتا جا رہا ہے۔ سادگی آہستہ آہستہ صبح کاذب کی طرح معدوم پڑتی جا رہی ہے۔ منا ڈے جیسے درویش کردار کم سے کم ہوتے جا رہے ہیں۔ اب تو حالت یہ ہے کہ پاک و ہند میں اگر کوئی اداکار' اداکارہ یا فلمی دنیا سے وابستہ شخص کامیابی کے پہلے زینے پر چڑھتا ہے۔ تو اپنے آپ کو دیومالائی کردار گردانا شروع کر دیتا ہے۔ اس کی وجہ بالکل نہیں معلوم مگر حقیقت یہی ہے۔ مگر منا ڈے بہرحال ایسا نہیں تھا۔ منا ڈے جیسے عظیم گلوکار جو پچاس سال تک موسیقی کی دنیا پر حکومت کرتے رہے۔ جادوئی آواز کا مالک تو تھا ہی مگر شرافت اور سادگی کا علمبردار بھی تھا۔ آج چراغ لے کر بھی ڈھونڈیں تو چودہ زبانوں میں اپنی آواز کا جادو بکھیرنے والا منا ڈے جیسا انسان دور دور تک نظر نہیں آتا۔